اَلْمُمْتَرِينَ کے معنی، مفہوم اور وسعت

اللہ تعالیٰ کا قرآنِ مجید کے متعلق اہل ایمان کے یقین پر یہ فرمان رتبصرہ ہے

فَأَمَّا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ فَيَعْلَمُونَ أَنَّهُ ٱلْحَقُّ مِن رَّبِّهِمْ (حوالہ البقرۃ۔۲۶)

''اس لئے جو لوگ ایمان لے آئے ہیں انہیں (اس بناء پر) معلوم ہے کہ وہی ان کے رب کی جانب سے بیانِ حقیقت ہے''

اللہ تعالیٰ کا فرمان اس بات کی نفی کرتا ہے کہ قرآنِ مجید کے بیان کے متعلق اہل ایمان کے دل میں کسی بھی قسم کا کوئی شک پیدا ہو سکتا ہے۔

اور آقائے نامدار ﷺ کو قرآنِ مجید کے نزول کا مقصد بتایا

مَآ أَنزَلْنَا عَلَيْكَ ٱلْقُرْءَانَ لِتَشْقَىٰٓ ﴿٢﴾

''ہم نے آپ (ﷺ) پر یہ قرآن (مجید) اس لئے نازل نہیں کیا کہ آپ کوفت رمشقت میں پڑ جائیں

إِلَّا تَذْكِرَةً لِّمَن يَخْشَىٰ ﴿٣﴾

یہ تو ایک نصیحت، یاددہانی ہے اس کیلئے جو ڈرتا ہے'' (طٰہٰ۔۲۔۳)

کوفت اور مشقت میں انسان جب مبتلا ہوتا ہے اگر کسی کام کی تکمیل کیلئے تردد کرے۔ تردد کئے بغیر انسان کو مشقت برداشت کرنے کی نوبت نہیں آتی۔ اور تردد کے بعد حسب خواہش نتیجہ نہ نکلے تو احساس مشقت بڑھ جاتا ہے اور موجب اضطراب ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آقائے نامدار ﷺ کو قرآنِ مجید کے متعلق لوگوں کے منفی رویئے کی بناء پر مضطرب نہ ہونے کیلئے تشفی فرمائی:

ٱلْحَقُّ مِن رَّبِّكَ ۖ فَلَا تَكُونَنَّ مِنَ ٱلْمُمْتَرِينَ ﴿١٤٧﴾

''یہ (نازل کردہ) آپ (ﷺ) کے رب کی طرف سے بیان حقیقت ہے (جسے وہ جانتے اور پہچانتے ہیں)

اس لئے آپ (ﷺ اُن کے لئے زیادہ) تردد کرنے (فکر مند ہونے) والوں میں سے نہ ہوں'' (البقرۃ۔۱۴۷)

ٱلْحَقُّ مِن رَّبِّكَ فَلَا تَكُن مِّنَ ٱلْمُمْتَرِينَ ﴿٦٠﴾

''یہ (نازل کردہ) آپ (ﷺ) کے رب کی طرف سے بیان حقیقت ہے (جسے اہل کتاب جانتے اور پہچانتے ہیں)

اس لئے آپ (ﷺ اُن کے لئے زیادہ) تردد کرنے (فکر مند ہونے) والوں میں سے نہ ہوں'' (آلِ عمران۔۶۰)

بشمول مولانا رضا خان بریلوی مترجمین، مفسرین کی اکثریت نے اَلْمُمْتَرِينَ کے معنی اور مفہوم ''شک کرنا'' کئے ہیں۔

آیات مبارکہ کے ترجمے کے حوالے سے مترجمین، مفسرین کی اکثریت سے ادب کے ساتھ اختلاف کرتے ہوئے یہ کہنا پڑتا ہے کہ مولانا رضا احمد خان بریلوی نے آقائے نامدار ﷺ کے ادب کو ذہن میں رکھتے ہوئے ترجمہ کیا تھا ''(اے سننے والے) یہ حق ہے تیرے رب کی طرف سے (یا حق وہی ہے جو تیرے رب کی طرف سے ہو) تو خبردار تُو شک نہ کرنا''۔ آقائے نامدار ﷺ کا ادب ہی تقویٰ کا امتحان ہے

ٱلۡمُمۡتَرِينَ کا مادہ ''م ر ی'' ہے۔ اَلمِريَةُ اور اَلمَريَةُ اس دودھ کو کہتے ہیں جو اونٹنی کے تھنوں کو سہلانے (مس کرنے) سے نکالا جائے (تاج العروس)۔ اس سے اس کے معنی تردد اور کوشش سے کسی بات کا نکالنا ہیں۔ مِريَةُالفَرَس کے معنی وہ چال ہے جو گھوڑا چابک یا کوڑا کھانے پر نکالے لہٰذا مِريَةٌ کسی معاملہ میں تردد کو کہتے ہیں۔ (تاج)۔ اور تکرار، بحث مباحثہ (controversy) میں الجھنے کے معنوں میں سورۃ الکہف کی آیت ۲۲ میں استعمال ہوا'' فَلَا تُمَارِ فِيهِمۡ اس لئے ان کے متعلق بحث میں نہ پڑو''۔ بحث مباحثہ بھی درحقیقت کسی بات کے متعلق متردد ہونے کا نتیجہ ہوتا ہے۔ تردد۔ متردد ہونے کا نتیجہ شک نہیں بلکہ کسی شئے کے متعلق شک کا نتیجہ تردد اور متردد ہونے کی صورت میں نکلتا ہے۔ شک کی ضد علم ہے۔ علم ہوجانے پر شک رفع ہوجاتا ہے۔ لیکن کسی شئے کے ممکن ہونے کا احساس، یا اسے ممکن بنانے کی خواہش، اور کسی شئے کے وقوع پذیر ہوجانے کا احتمال بھی انسان کو تردد کرنے کی ترغیب دیتا ہے۔ دودھ حاصل ہونے کا امکان، احتمال ہی اونٹنی، گائے، بھینس کے تھنوں کو سہلانے کا موجب بنتا ہے۔ اسی طرح انسان بعض باتوں کے متعلق گومگو کی کیفیت میں ہوتا ہے۔ ایک ہی مفہوم کی حامل ان تمام کیفیات کا اظہار عربی مادہ ''م ر ی'' میں مضمر ہے۔

آئمہ لغت کے ٱلۡمُمۡتَرِينَ کے بیان کردہ معنی و مفہوم آقائے نامدار ﷺ سے کہے ہوئے فرمان کے سیاق وسباق سے بھی واضح ہیں

وَلَئِنۡ أَتَيۡتَ ٱلَّذِينَ أُوتُواْ ٱلۡكِتَـٰبَ بِكُلِّ ءَايَةٍ مَّا تَبِعُواْ قِبۡلَتَكَ ۚ وَمَآ أَنتَ بِتَابِعٍ قِبۡلَتَهُمۡ ۚ وَمَا بَعۡضُهُم بِتَابِعٍ قِبۡلَةَ بَعۡضٍ ۚ وَلَئِنِ ٱتَّبَعۡتَ أَهۡوَآءَهُم مِّنۢ بَعۡدِ مَا جَآءَكَ مِنَ ٱلۡعِلۡمِ ۙ إِنَّكَ إِذًا لَّمِنَ ٱلظَّـٰلِمِينَ ﴿١٤٥﴾

''(اگرچہ وہ جانتے ہیں کہ یہ حق ہے) لیکن اگر آپ (ﷺ) تمام نشانیاں بھی لے آئیں تو وہ جنہیں کتاب دی گئی تھی (من حیث القوم) آپ (ﷺ) کے قبلہ کو نہیں مانیں گے۔ اور (ظاہر بات ہے کہ حق نہ ہونے کی بنا پر) آپ (ﷺ) ان کے قبلہ کو نہیں مانیں گے۔ اور نہ ہی وہ (یہود و نصاریٰ) آپس میں ایک دوسرے کے قبلہ کو مانیں گے۔ (یہود و نصاریٰ جو حق جاننے کے باوجود ہٹ دھرمی پر قائم ہیں جان لیں کہ وہ تو وہ اگر بالفرضِ محال) آپ (ﷺ) نے بھی اس علم کے بعد جو آپ کو مل چکا ان کی خواہشوں کی پیروی کی تو شئے کو صحیح مقام سے ہٹانے والوں میں شمار ہوں گے۔

ٱلَّذِينَ ءَاتَيۡنَٰهُمُ ٱلۡكِتَٰبَ يَعۡرِفُونَهُۥ كَمَا يَعۡرِفُونَ أَبۡنَآءَهُمۡۖ وَإِنَّ فَرِيقٗا مِّنۡهُمۡ لَيَكۡتُمُونَ ٱلۡحَقَّ وَهُمۡ يَعۡلَمُونَ ﴿١٤٦﴾

جنہیں ہم نے کتاب دی تھی وہ انہیں (رسول کریم ﷺ کو) ایسے (ہی واضح طور) پہچانتے ہیں جیسے وہ اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں۔
مگر ان کا ایک فریق حق کو جاننے کے باوجود چھپاتا ہے۔

ٱلۡحَقُّ مِن رَّبِّكَۖ فَلَا تَكُونَنَّ مِنَ ٱلۡمُمۡتَرِينَ ﴿١٤٧﴾

''یہ (نازل کردہ) آپ (ﷺ) کے رب کی طرف سے بیان حقیقت ہے (جسے وہ جانتے اور پہچانتے ہیں)
اس لئے آپ (ﷺ اُن کے لئے زیادہ) تردد کرنے (فکرمند ہونے) والوں میں سے نہ ہوں'' (البقرۃ۔۱۴۷)

اور سورۃ آلِ عمران میں عیسیٰ علیہ السلام کے یہود و نصاریٰ کی من گھڑت باتوں کے متعلق حقائق بیان کرنے کے بعد فرمایا:

ذَٰلِكَ نَتۡلُوهُ عَلَيۡكَ مِنَ ٱلۡأٓيَٰتِ وَٱلذِّكۡرِ ٱلۡحَكِيمِ ﴿٥٨﴾

''یہ (لوگوں کے لئے) آیات میں سے ہم آپ (ﷺ) کو سنا رہے ہیں اور یہ حکیمانہ نصیحت ہے۔

إِنَّ مَثَلَ عِيسَىٰ عِندَ ٱللَّهِ كَمَثَلِ ءَادَمَۖ خَلَقَهُۥ مِن تُرَابٖ ثُمَّ قَالَ لَهُۥ كُن فَيَكُونُ ﴿٥٩﴾

بے شک عیسیٰ (علیہ السلام) کی مثال اللہ کے نزدیک آدم (علیہ السلام) کی سی مثال ہے۔
اسے اس نے مٹی سے (بشر) بنایا پھر اسے کہا ''وجود پذیر ہو جا'' اور وہ ہو گیا۔

ٱلۡحَقُّ مِن رَّبِّكَ فَلَا تَكُن مِّنَ ٱلۡمُمۡتَرِينَ ﴿٦٠﴾

''یہ (نازل کردہ) آپ (ﷺ) کے رب کی طرف سے بیان حقیقت ہے (جسے اہلِ کتاب جانتے اور پہچانتے ہیں)
اس لئے آپ (ﷺ اُن کے لئے زیادہ) تردد کرنے (فکرمند ہونے) والوں میں سے نہ ہوں'' (آلِ عمران۔۵۸۔۶۰)

عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق حقائق بتانے کے بعد سورۃ مریم میں بھی فرمایا:

ذَٰلِكَ عِيسَى ٱبۡنُ مَرۡيَمَۖ قَوۡلَ ٱلۡحَقِّ ٱلَّذِي فِيهِ يَمۡتَرُونَ ﴿٣٤﴾

''یہ ہیں عیسیٰ ابن مریم۔ ثابت ہو چکا وہ قول (وہ حقیقتِ عیاں) جسے لوگ (ماننے میں) تردد، گومگو میں ہیں'' (مریم۔۳۴)

''یَمۡتَرُوۡنَ'' جمع مذکر غائب مضارع کا مادہ بھی ''م ر ی'' ہے۔ عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق لوگوں نے بہت سی باتیں اختراع کی ہیں۔

قرآنِ مجید نے بتایا کہ عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق لوگوں کی باتیں علم پر مبنی نہیں بلکہ محض ان کا ظن، تخیل ہے۔ تخیل پر مبنی باتیں پھیلا دینے سے اکثر لوگ حقائق کے متعلق تردد، گومگو کی کیفیت میں ہو جاتے ہیں۔

انسان کو متردد، فریب اور گمراہ کر دینے والی تخیل وگمان پر مبنی باتیں کب اور کیسے اختراع ہوتی ہیں اور کون کرتے ہیں؟ شیطان لوگوں کو اس بات کی ترغیب دیتا ہے

وَأَن تَقُولُواْ عَلَى ٱللَّهِ مَا لَا تَعۡلَمُونَ ۝

''اور یہ کہ اللہ کی نسبت سے وہ بات کہیں جس کا انہیں علم نہیں''

اللہ تعالیٰ نے واضح فرمایا کہ آقائے نامدار رسولِ کریم ﷺ سے قبل رسول اور نبی کو ایک خاص وقت پر بھیجا جاتا تھا

وَمَآ أَرۡسَلۡنَا مِن قَبۡلِكَ مِن رَّسُولٍ وَلَا نَبِيٍّ

''اور آپ (ﷺ) سے قبل ہم نے رسول اور نبی میں سے کسی کو نہیں بھیجا''۔

یہ انداز بیان نفی کرنے والا ہے اور اس نفی کی وجہ بتائی

إِلَّآ إِذَا ''ماسوائے اس وقت''

اس طرح واضح ہے کہ رسول اور نبی کو ایک خاص وقت اور موقعے پر بھیجا گیا۔ إِذَا ظرف زمان ہے زمانہ مستقبل پر دلالت کرتا ہے اور زمانہ ماضی کیلئے بھی آتا ہے۔ یہ شرط کے مفہوم میں آتا ہے۔ اس طرح واضح ہے کہ اس فرمان کے یہ معنی ہیں

وَمَآ أَرۡسَلۡنَا مِن قَبۡلِكَ مِن رَّسُولٍ وَلَا نَبِيٍّ إِلَّآ إِذَا

''اور آپ (ﷺ) سے قبل ہم نے رسول اور نبی میں سے اس وقت تک نہیں بھیجا جب تک''

اور إِلَّآ إِذَا کے بعد بیان کردہ واقعہ اور اس کے ظہور پذیر ہونے والا وقت ظاہر کرے گا جب رسول اور نبی کو بھیجا جاتا تھا۔ یہ کب ہوتا تھا؟

تَمَنَّىٰٓ أَلۡقَى ٱلشَّيۡطَٰنُ فِيٓ أُمۡنِيَّتِهِۦ فَيَنسَخُ ٱللَّهُ مَا يُلۡقِي ٱلشَّيۡطَٰنُ ثُمَّ يُحۡكِمُ ٱللَّهُ ءَايَٰتِهِۦۗ

''جب شیطان (صفت جن وانس) نے اس کی کتاب میں اپنے تخیل، آرزو سے کچھ ڈال دیا تھا تو اس سبب سے اللہ نے (رسول بھیج کر) اسے مٹا دیا جو شیطان نے ڈالا تھا، اور پھر بعد ازاں اللہ نے اپنی آیات کو محکم کر دیا'' (حوالہ سورۃ الحج۔۵۲)۔

رسولوں کے رخصت ہو جانے کے بعد کتاب سے ماوراء شیطان صفت جن وانس کی اختراع کی ہوئی تخیلاتی باتوں کا اثر بتایا

لِّيَجۡعَلَ مَا يُلۡقِى ٱلشَّيۡطَـٰنُ فِتۡنَةً لِّلَّذِينَ فِى قُلُوبِهِم مَّرَضٌ وَٱلۡقَاسِيَةِ قُلُوبُهُمۡ‌ۗ

''یہ اس لئے ہے تاکہ جو کچھ شیطان (تخیلاتی باتیں) ڈالے اسے وہ اُن لوگوں کیلئے (ذریعہ) آزمائش بنادے جن کے دلوں میں بیماری ہے اور جن کے دل سخت ہیں''

وَلِيَعۡلَمَ ٱلَّذِينَ أُوتُواْ ٱلۡعِلۡمَ أَنَّهُ ٱلۡحَقُّ مِن رَّبِّكَ فَيُؤۡمِنُواْ بِهِۦ فَتُخۡبِتَ لَهُۥ قُلُوبُهُمۡ‌ۗ

''اور یہ اس لئے بھی ہے تاکہ جنہیں علم دیا گیا ہے وہ جان لیں کہ یہ تیرے رب کی طرف سے بیان حقیقت ہے، اوراس کو مان لیں اوران کے دل اس کیلئے نرم ہوجائیں''۔ (حوالہ سورۃ الحج۔۵۳،۵۴)

وَلَا يَزَالُ ٱلَّذِينَ كَفَرُواْ فِى مِرۡيَةٍ مِّنۡهُ

مگر جن لوگوں نے انکار کیا ہے وہ اس کے متعلق متردد، گومگو [مِرۡيَةٍ۔مادہ''م ر ی''] کی کیفیت سے ہٹ نہیں سکیں گے

حَتَّىٰ تَأۡتِيَهُمُ ٱلسَّاعَةُ بَغۡتَةً أَوۡ يَأۡتِيَهُمۡ عَذَابُ يَوۡمٍ عَقِيمٍ ٥

یہاں تک کہ ان پر اچانک وہ گھڑی آجائے گی یا (اس سے قبل) ان پر ایک ویران دن کا عذاب آجائے'' (سورۃ الحج۔۵۵)

''يَزَالُ''واحد مذکر غائب کا مادہ''ز و ل (ز ی ل)'' ہے جس کے معنی کسی چیز کا جاتے رہنا، تبدیل ہوجانا، مضمحل ہوجانا۔ایک طرف ہوجانا، ہٹ جانا ہے۔سورۃ طور کی آیت ۳۱ سے یہ معنی واضح ہیں جہاں یہ ''يُمۡسِكُ'' کے بالمقابل آیا ہے جس کے معنی روکنے، تھامے رکھنے کے ہیں۔

أَلۡقَى اور يُلۡقِى کا مادہ''ل ق ی'' ہے۔اس کے بنیادی معنی ایک دوسرے کے سامنے ہونا، ڈالنا ہے اور یہ ملاقات ہے۔ایک دوسرے کے آمنے سامنے ہونا لقاء ہے۔ایک دوسرے سے مس کرنا یا نہ کرنا ضروری نہیں۔ لیکن لقاء ہمیشہ محسوس حوالے سے ہے۔یاداشت میں محفوظ بات کو سینے میں لانا، یادکرنا بھی ''لقاء'' ہے کہ اسطرح اس بات سے ملاقات ہوتی ہے۔ تخیل سے اختراع کی ہوئی باتیں لوگوں کے سامنے ڈال دی جاتی ہیں اور یہ مشہور ہوکر محسوس انداز میں لوگوں کے سامنے ہوتی ہیں۔

کچھ دیر یہاں ٹھہر کر ان آیتوں پر ہم غوروفکر کرلیں۔شاید ذہن میں کچھ جھماکے ہوں۔اللہ رب العزت نے آقائے نامدار ﷺ پر ایمان لانے والوں کو ایک سوال کے انداز میں انتہائی سخت تنبیہ فرمائی ہے۔

أَلَمۡ يَأۡنِ لِلَّذِينَ ءَامَنُوٓاْ

''کیا ایمان والوں کیلئے وہ وقت نہیں آیا

أَن تَخۡشَعَ قُلُوبُهُمۡ لِذِكۡرِ ٱللَّهِ وَمَا نَزَلَ مِنَ ٱلۡحَقِّ

کہ ان کے دل اللہ کی یاد اور اس حق (قرآن مجید) کے سامنے جو اللہ نے نازل کیا ہے دب جائیں

وَلَا يَكُونُواْ كَٱلَّذِينَ أُوتُواْ ٱلْكِتَـٰبَ مِن قَبْلُ

اور اُن لوگوں کی طرح نہ ہو جائیں جنہیں اِن سے قبل کتاب دی گئی تھی

فَطَالَ عَلَيْهِمُ ٱلْأَمَدُ فَقَسَتْ قُلُوبُهُمْ ۖ

پھر اُن (اہل کتاب) پر مدت گزر گئی تو ان کے دل سخت ہو گئے۔

وَكَثِيرٌ مِّنْهُمْ فَـٰسِقُونَ ۝

اور ان میں بہت سے فاسق (بدکار) ہیں''۔ (سورۃ الحدید۔۱۶)

سب جانتے ہیں کہ اہلِ کتاب اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ کتاب سے کس طرح دور ہوتے چلے گئے تھے کہ انسانی ہاتھوں کی لکھی ہوئی روایات ر تاریخ کی کتب ہی کو دین بنا بیٹھے۔ یارب! ہم پر رحم فرما۔

آقائے نامدار ﷺ کے قبل کے زمانے کے متعلق بتایا گیا کہ مفاد پرست اور شیطان صفت سرکش طبقہ رسول کی چھوڑی ہوئی کتاب میں ردوبدل اضافہ اور تبدیلیاں کر دیتے یا کتاب ہی کو غائب کر کے انسانی ہاتھوں کی لکھی ہوئی کتابوں کو من جانب اللہ کہہ کر ایک من گھڑت دین کو رائج کر دیتے تو اللہ تعالیٰ پھر نبی اور رسول بھیجتے جو اس تخریب اور تحریف کو مٹاتا اور ان کے ساتھ نازل کردہ کتاب اللہ کے پیغام میں سے سامنے موجود (زمانہ قبل میں نازل کردہ) کی تصدیق کرتی اور من گھڑت باتوں کی نفی کر کے اللہ رب العزت کی آیات کو ایک بار پھر سے محکم بنا دیتی۔ اور آخرکار آقائے نامدار رسولِ کریم ﷺ پر قرآنِ مجید نازل فرمایا اور اللہ تعالیٰ نے اس کی حفاظت کی ذمہ داری خود اپنے ذمہ لے کر اس میں تحریف اور زمان و مکان میں کتاب کے غائب ہو جانے کے تمام امکانات کو ہمیشہ کیلئے بند کر دیا کیونکہ آقائے نامدار ﷺ اس کے ذریعے آخری ساعت تک کیلئے خبردار کرنے والے ہیں۔ اور بتایا

وَإِنَّهُۥ لَكِتَـٰبٌ عَزِيزٌ ۝ لَّا يَأْتِيهِ ٱلْبَـٰطِلُ مِنۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهِۦ ۖ

''اور بیشک یہ تو ایک غالب کتاب ہے اس میں باطل اس کے آگے (ماضی) سے آ سکتا ہے اور نہ اس کے پیچھے (بعد نزول) سے

تَنزِيلٌ مِّنْ حَكِيمٍ حَمِيدٍ ۝

ایک حکمت والے صاحب تعریف کی جانب سے اتاری ہوئی ہے'' (حوالہ فصلت۔۴۱،۴۲)

آقائے نامدار، رسولِ کریم ﷺ سے قبل مبعوث فرمائے گئے رسولوں اور نبیوں کا ذکر سورۃ الحج کی آیت ۵۲ میں ہے۔ اس لئے رسولِ کریم ﷺ سے منسوب کر کے آیت مبارکہ کی ''تفسیر'' میں بعض لوگوں نے جو کچھ لکھا اس کی حقیقت اس سے بڑھ کر کچھ بھی نہیں کہ یہ ان لوگوں کا تخیل، گمان، ظن تھا اور اللہ کے قرآنِ مجید کے متعلق اس واضح فرمان کی موجودگی میں کہ یہ غالب کتاب ہے اور اس میں باطل

آ گے اور پیچھے سے داخل ہو ہی نہیں سکتا، ان باتوں کو تخیل کہنے میں مجھے کوئی ہچکچاہٹ نہیں۔ آقائے نامدار ﷺ کی تلاوت میں معاذ اللہ دخل اندازی کرنا تو بہت دور کی بات ہے شیاطین قرآنِ مجید سننے کی بھی استطاعت نہیں رکھتے۔

إِنَّهُمْ عَنِ ٱلسَّمْعِ لَمَعْزُولُونَ ﴿٢١٢﴾

''وہ شیاطین اس کے سننے سے بھی ہٹا دیئے گئے ہیں'' (الشعراء۔۲۱۲)

Yusuf Ali: Indeed they have been removed far from even (a chance of) hearing it.

Pickthall: Lo! verily they are banished from the hearing.

F. Malik: They are kept too far off to even hear it.

Asad: verily (even) from hearing it are they utterly debarred.

[Reference Computer CD "Alim" ISL Software Corporation, USA]

''مَعْزُولُونَ'' اسم مفعول جمع مذکر ہے۔ ''الگ کئے ہوئے، روکے گئے، ہٹائے گئے''۔ یہ خبر ہے۔ اللہ تعالیٰ کے اس دوٹوک فرمان کی موجودگی میں ان تخیلاتی باتوں کو سینے سے لگائے رکھنا کیا اس مادہ مکڑی کی روش کے مثل نہیں ہوگا جو کسی خالی کاغذ کو سینے سے لگا لیتی ہے۔

انسان کو متردد، فریب اور گمراہ کر دینے والی تخیل وگمان پر مبنی باتیں کب اور کیسے اختراع ہوتی ہیں اور کون کرتے ہیں؟

وَكَذَٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا شَيَٰطِينَ ٱلْإِنسِ وَٱلْجِنِّ

''اور اس طرح ہم نے ہر ایک نبی کیلئے شیطان صفت انسانوں اور جنوں کو دشمن ٹھہرا دیا ہے'' (حوالہ الانعام۔۱۱۲)

وَكَذَٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا مِّنَ ٱلْمُجْرِمِينَ

''اور اس طرح ہم نے ہر نبی کیلئے مجرمین میں سے دشمن بنائے ہیں'' (حوالہ الفرقان۔۳۱)

آقائے نامدار رسولِ کریم ﷺ کو بھی ایسے دشمنوں سے استثناء نہیں عطا فرمایا گیا کہ لِكُلِّ نَبِيٍّ میں شامل ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے نبی کے ساتھ یہ شیطان صفت انسان اور جنات دشمنی کیسے کرتے ہیں؟

يُوحِي بَعْضُهُمْ إِلَىٰ بَعْضٍ زُخْرُفَ ٱلْقَوْلِ غُرُورًا

''جن (دشمنوں) میں سے بعض دھوکہ دیتے ہوئے بعض کو ملمع کی ہوئی جھوٹی بات بتاتے ہیں'' (حوالہ الانعام۔۱۱۲)

زُخْرُفَ کا چار حرفی مادہ ''ز خ ر ف'' ہے اور اس کے اصلی معنی سونا (جس کے زیورات بنتے) ہیں۔ اس کے بعد زیبائش، زینت و آرائش کیلئے بھی استعمال ہونے لگا۔ اور پھر بطور تشبیہ ہر ملمع کی ہوئی بات کو کہا جانے لگا۔ ملمع کی ہوئی باتیں سماعتوں کیلئے دل آویز ہوتی

ہیں لیکن ان میں جھوٹ، دھوکے، فریب کا عنصر غالب ہوتا ہے۔ آیت مبارکہ میں قول کو زُخرُف یعنی ملمع کرنے، آرائش وزیبائش (flowery) کرنے کا انداز غُرُوراً بتایا ہے۔ یہ لفظ مصدر اور اسم فعل ہے۔ اس کا مادہ ''غ رر'' ہے اور معنی فریب دینا، بے بنیاد امیدیں دلانا، دھوکا دینا، مغالطے میں ڈالنا ہیں۔ انداز وہی پرانا ہے فَدَلّٰهُمَا بِغُرُورٍ ''اور یوں ابلیس نے ان دونوں (آدم اور ان کی زوجہ) کو فریب سے گرالیا''۔ اللہ کے نبی اپنے ساتھ نازل کی گئی کتاب میں لوگوں کو ماضی اور مستقبل کی خبر دیتے ہیں لیکن ان کے دشمن لوگوں کو دھوکا اور فریب دینے کیلئے تخیل سے اختراع کی ہوئی باتوں کو دلچسپ، پرلطف پیرائے میں ڈھال کر بیان کرتے ہیں۔ خبر کو کہانی، داستان، تمثیل کا رنگ دے دیتے ہیں۔ حقیقت بیان کرنے اور خبر دینے والے کیلئے ان پُر فریب داستانوں اور کہانیوں کا بیان باعث کوفت ہوتا ہے۔ آقائے نامدار علیہ السلام کو لوگوں کی اس روش پر یہ بتا کر تشفی دی کہ

وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ مَا فَعَلُوهُ

''اور اگر آپ کا رب چاہتا تو انہوں نے ایسا نہ کیا ہوتا''

اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کا اظہار فرمایا، ارادے کا نہیں۔ اور آیت مبارکہ کے آخر میں فرمایا

فَذَرْهُمْ وَمَا يَفْتَرُونَ ۝

''اس لئے آپ (علیہ السلام) انہیں چھوڑ دیں اور (گھڑنے دیں) جو وہ گھڑتے ہیں'' (حوالہ الانعام۔۱۱۲)

يَفْتَرُونَ کا مادہ ''ف ری'' ہے اور اس کے معنی ہیں کھال (یا کپڑے) کو کاٹنا (اور پھاڑنا)۔ افتراء کرنا، کتر بیونت کر کے کچھ کا کچھ بنا دینا، تخیل سے گھڑی ہوئی بناوٹی بات۔ کچھ لوگوں کی جانب سے اس طرح کی کہانیاں، داستانیں افتراء کرنے کی وجہ، مقصد بتایا

وَلِتَصْغَىٰٓ إِلَيْهِ أَفْـِٔدَةُ ٱلَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِٱلْـَٔاخِرَةِ وَلِيَرْضَوْهُ وَلِيَقْتَرِفُوا۟ مَا هُم مُّقْتَرِفُونَ ﴿١١٣﴾

''تا کہ اُن لوگوں کے دل اِن کی طرف مائل ہو جائیں جو آخرت کو نہیں مانتے اور وہ انہیں پسند کر لیں

تا کہ وہ بھی وہی کمائیں جو خود کماتے ہیں'' (الانعام۔۱۱۳)

أَفَغَيْرَ ٱللَّهِ أَبْتَغِى حَكَمًا وَهُوَ ٱلَّذِىٓ أَنزَلَ إِلَيْكُمُ ٱلْكِتَـٰبَ مُفَصَّلًا ۚ وَٱلَّذِينَ ءَاتَيْنَـٰهُمُ ٱلْكِتَـٰبَ يَعْلَمُونَ أَنَّهُۥ مُنَزَّلٌ مِّن رَّبِّكَ بِٱلْحَقِّ ۖ فَلَا تَكُونَنَّ مِنَ ٱلْمُمْتَرِينَ ﴿١١٤﴾

''کیا میں اللہ کے علاوہ کوئی منصف تلاش کروں حالانکہ وہی تو ہے جس نے تمہاری طرف نازل فرمائی ہے ٱلْكِتَـٰبَ مُفَصَّلًا''

اور وہ لوگ جنہیں ہم نے پہلے کتاب دی تھی جانتے ہیں کہ یہ کتاب آپ (علیہ السلام) کے رب کی طرف سے سچائی کے ساتھ اتری ہے

اس لئے آپ (علیہ السلام) ان کیلئے زیادہ تردد کرنے والوں میں سے نہ ہوں'' (الانعام۔۱۱۴)

وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَعَدْلًا ۚ لَّا مُبَدِّلَ لِكَلِمَٰتِهِۦ ۚ وَهُوَ ٱلسَّمِيعُ ٱلْعَلِيمُ ﴿١١٥﴾

(آپ (ﷺ) ان کیلئے اتنا زیادہ تردد کیوں کرتے ہیں) "آپ ﷺ کے رب کی بات تو سچائی اور عدل کے ساتھ پوری ہو کر ہی رہتی ہے اس کے کلام (کہی ہوئی باتوں، اطلاع، وعدوں) کو کوئی تبدیل نہیں کرسکتا۔ وہی سننے والا اور جاننے والا ہے" (الانعام۔۱۱۴)

اللہ رب العزت نے آقائے نامدار رسولِ کریم ﷺ کو مشرکین اور اہلِ کتاب بالخصوص بنی اسرائیل کے متعلق بڑی ہی مایوس کن خبریں اور باتیں بتائی ہیں کہ ان کی اکثریت حسد سے چاہتی ہے کہ اہلِ ایمان واپس کفر میں لوٹ جائیں جب کہ حق ان پر واضح ہو گیا ہے (البقرۃ آیت ۱۰۹)، یہود و نصاریٰ کبھی راضی نہیں ہوں گے جب تک کہ ان کی (باطل) خواہشات پر نہ چلا جائے (البقرۃ آیت ۱۲۰)، وہ کبھی قبلہ اول کعبہ معظّمہ کو نہیں مانیں گے (البقرۃ۔۱۴۵)، ان کے تھوڑے ہی آدمیوں کو چھوڑ کر باقی لوگوں کی دغابازیوں کی اطلاع ملتی ہی رہے گی (المائدہ۔۱۳)، رسولِ کریم ﷺ پر جو نازل کیا گیا ہے وہ قرآنِ مجید ان کے بہتوں میں سرکشی اور کفر بڑھائے گا (المائدہ۔۶۸)۔ اور "آپ ﷺ کے رب کی بات تو سچائی اور عدل کے ساتھ پوری ہو کر ہی رہتی ہے"۔ حقیقت تو یہ ہے کہ ان مایوس کن خبروں پر اپنے حبیب، آقائے نامدار، رحمت للعالمین رسولِ کریم ﷺ کے قلبِ مبارک کی تسلی اور تشفی کیلئے ان سے ارشاد فرماتے ہیں

فَلَا تَكُونَنَّ مِنَ ٱلْمُمْتَرِينَ

"(اے رسولِ کریم) اس لئے آپ (ﷺ) ان کیلئے زیادہ تردد (فکر مند نہ ہوں) کرنے والوں میں سے نہ ہوں"

آقائے نامدار، خاتم النبیین، رسولِ کریم، رحمت للعالمین ﷺ کی سب سے بڑی فکر، سب سے بڑا غم یہ ہے کہ ان پر ایمان نہ لانے کے سبب لوگوں نے دوزخ کی آگ میں جلنا ہے۔ میرے آقا کو رات دن کے ہر لمحے میں یہ فکر ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی قسم ہے! آقائے نامدار ﷺ کی اس فکر اور غم کی فکر رب العالمین سے زیادہ کسی اور کو ہے بھی نہیں۔ فرمایا "اور وہ لوگ جو کفر کی طرف لپک لپک کر جاتے ہیں آپ (ﷺ) کو غمگین نہ کریں۔ وہ اللہ کو کوئی نقصان نہ پہنچا سکیں گے" (آلِ عمران۔۱۷۶) پھر المائدہ کی آیت ۴۱ میں رسول کریم ﷺ کو مخاطب کر کے کہا کہ ان لوگوں کے بارے میں بھی غمگین نہ ہوں جن کے ہونٹوں پر تو ایمان لانے کی باتیں ہیں لیکن دل ایمان سے خالی اور کفر کی طرف بھاگتے ہیں اور یہودیوں میں سے جو جھوٹ سننے کے شوقین ہیں۔ ان الفاظ میں آقائے نامدار ﷺ کو تشفی دی "ہم جانتے ہیں اس غم کو جو آپ ﷺ کو لوگوں کی باتوں سے ہوتا ہے۔ وہ آپ (ﷺ) کو تو نہیں جھٹلاتے وہ ظالم تو ہماری آیات سے انکار کرتے ہیں' (الانعام ۔۳۳)۔ سبحان اللہ! آقائے نامدار ﷺ کی صداقت و سچائی کی شہادت دینے کا اور ان کے قلبِ مبارک کے غم کو کم کرنے کا کیا انداز ہے! دل تو چاہتا ہے کہ اللہ رب العزت کی آقائے نامدار رسولِ کریم ﷺ سے محبت کی منتہا کو چھونے والی گفتگو کا ذکر کرتے ہی چلے جائیں لیکن زیرِ مطالعہ نکتے سے توجہ ہٹ نہ جائے اس پر اکتفا کرتے ہیں جس سے زیرِ مطالعہ آیت کا مفہوم یہی ہے کہ آقائے نامدار ﷺ کو اہلِ کتاب کے بارے میں مایوس کن خبریں دینے کے بعد فرمایا جا رہا ہے کہ ان کیلئے زیادہ تردد کرنے اور فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔